کشف والہام بحیثیت مصدر علم

تحریر: جناب ڈاکٹر محمد امین 'اردو دائرۃ معارف اسلامیہ' پنجاب یونیورسٹی 'لاہور

یہ ایک اختلافی اور مزید وضاحت طلب موضوع ہے۔ صوفیاء اور غواصان بحر معرفت کے نقطہ نظر سے اس پر مزید بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے۔ لہٰذا اگر کوئی صاحب علم اس موضوع پر قلم اٹھائیں تو ہم اسے بھی منہاج میں شائع کر دیں گے۔ مدیر۔

مسلمانوں میں علم کا بنیادی منبع تو وحی ہے۔ تخلیق آدم کے قصے میں قرآن صرحت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے براہ راست آدم کو وہ علم سکھایا جو فرشتوں اور جنوں کو نہ سکھایا تھا۔ (۱) اس کے علاوہ یہ کہ اگر ہم انسان اور کائنات کے بارے میں اسلام کا بنیادی تصور سامنے رکھیں تو علم کے مصادر کی طرف رہنمائی ہو جاتی ہے۔ اس تصور کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دوسری مخلوقات کی طرح انسان کو بھی پیدا کیا (۲) لیکن ساتھ ہی اپنی حکمت و مشیت سے اسے اپنا خلیفہ بھی قرار دیا (۳) یعنی اسے زمین پر اقتدار عطا فرمایا اور اس میں تصرف کی آزادی دی۔ (۴) ساتھ ہی یہ اختیار بھی دیا کہ وہ چاہے تو اللہ کی اطاعت کے صحیح راستے کو اختیار کرے اور چاہے تو اس اختیار کا غلط استعمال کر کے احکام کی مخالفت کرتے ہوئے زندگی گزارے۔ (۵) اور گو اللہ تعالیٰ نے نیکی اور بدی (۶) اور توحید کا تصور (۷) انسان کی سرشت اور فطرت میں رکھ دیا تھا اور اس کی بنیاد پر اگر وہ چاہتا تو انسان کا احتساب کر سکتا تھا لیکن اس نے کمال مہربانی سے کام لیتے ہوئے انسان کی ہدایت کا سامان بھی کیا اور اپنے پیغمبر ان کے پاس بھیجتا رہا (۸) جو زندگی کے ہر معاملے میں اللہ کی طرح سے رہنمائی بہم پہنچاتے رہے۔ اس طرح گویا اللہ تعالیٰ نے انسان کو صحیح علم دینے کی ذمہ داری خود اپنے سر لے لی۔ یہ وہ بنیادی علم ہے جسے ہم وحی کہتے ہیں۔ اس وحی کی ایک صورت تو وہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ اپنی کتابوں کی صورت میں پیغمبر کے ذریعے انسانوں کو عطا فرماتا ہے اور دوسری صورت وہ بالواسطہ وحی ہے جو اللہ تعالیٰ پیغمبروں پر نازل فرماتا ہے تاکہ وہ اس کی نازل کی ہوئی کتاب کی وضاحت کر سکیں اور زندگی کے بے شمار مسائل میں لوگوں کو تفصیلی رہنمائی مہیا کر سکیں جو ایک کتاب کی محدود ضخامت کے اندر دینا ممکن نہیں۔ اس طرح وحی کے ذریعے جو علم ہم تک پہنچتا ہے اس کی دو شکلیں ہو گئیں ایک کتاب (وحی جلی یا متلو) اور دوسرے رسول ﷺ کی تبیین (وحی خفی یا غیر متلو) یعنی قرآن و سنت۔ اس تصریح سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ قرآن و سنت دو مستقل ماخذ نہیں بلکہ در حقیقت ایک ہی ماخذ (وحی) کی دو صورتیں ہیں۔

انسانی علم کا دوسرا منبع عقل ہے جسے ضمنی 'ذیلی 'فرعی یا ثانوی درجے کا مصدر علم کہنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے فیصلے کا اختیار چونکہ انسان کو دیا تھا لہٰذا اس کا لازمی تقاضا تھا کہ اسے عقل بھی دی جاتی تا

کہ وہ سوچ سمجھ کر فیصلہ کرنے کے قابل ہوتا- عقل کی ضرورت انسان کو دو لحاظ سے تھی- ایک تو اس لیے کہ اللہ نے خیر و شر یا اللہ کی اطاعت و عدم اطاعت کا جو اختیار اسے دیا تھا وہ اسے صحیح طریقے سے استعمال کر سکے اور دوسرے اس لیے کہ اللہ نے اسے جو کائنات کا حاکم بنا کر بھیجا تھا تو ضروری تھا کہ اسے یہ صلاحیت بھی دی جاتی کہ وہ اس میں تصرف کر سکے اور اس کی تسخیر کر کے اسے اپنے کام میں لائے- یہ تو عقل کا وہ دائرہ کار ہے جو ہمیں عمومی زندگی میں مظاہر فطرت کی تسخیر میں نمایاں نظر آتا ہے اور اس میں مسلم و غیر مسلم کی کوئی تمیز نہیں ہے (بلکہ غیر مسلم سائنس اور ٹیکنالوجی میں آج ہم سے آگے نکل گئے ہیں) لیکن عقل کا ایک دائرہ کار وہ ہے جو ہمیں احکام شرعی میں جاری و ساری نظر آتا ہے' اسے اصطلاح شرعی میں اجتہاد کہتے ہیں- اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالی نے اپنی مشیت سے محمد رسول اللہ ﷺ کو آخری نبی قرار دیا اور اعلان کر دیا کہ باب نبوت اب ہمیشہ کے لیے بند کر دیا گیا ہے (۹) لہذا اب اس امر کی ضرورت تھی کہ قیامت تک آنے والے اور مختلف معاشروں میں بسنے والے انسانوں کی رہنمائی کے لیے انتظام کیا جاتا- اللہ تعالی نے اس کا یہ انتظام کیا کہ ایک تو قرآن کی حفاظت کو خود ذمہ لیا (۱۰) اور دوسرے جو احکام اس نے قرآن میں اتارے ان میں ایک خاص نوع کی حکمت رکھی- وہ حکمت یہ تھی کہ جو معاملات بہت اہم تھے اور جن کے بغیر انسانی زندگی کی عمارت مستحکم بنیادوں پر استوار نہ ہو سکتی تھی یا جن میں انسان اپنی عقل سے آسانی سے حکم نہ لگا سکتا تھا وہاں تو اس نے تفصیلی احکام دیئے (جیسے ایمانیات' عبادات' عائلی زندگی' حدود وغیرہ) لیکن انسانی زندگی کے وہ احکام جو زمان و مکان کے بدل جانے سے تبدیلی کا تقاضا کرتے تھے ان کی تفصیل دینے کی بجائے محض اصول اور پالیسی دینے پر اکتفا کیا اور یہ کام امت (کے اہل علم) پر چھوڑ دیا کہ شریعت کے ان احکام کی روشنی میں اپنی عقل سے تفصیلات کا تعین خود کر لیں (جیسے سیاسی اور معاشی نظام کی تفصیلات وغیرہ)- شرعی احکام کے اندر یہ وہ دائرہ کار ہے جس میں عقل کے استعمال کی خود شریعت نے اجازت دی اور نبی اکرم ﷺ نے خود اپنے صحابہ کو اس کی تربیت دی- (۱۱) چند ایک غالی لوگوں کے علاوہ امت کی ایک بہت بڑی اکثریت اس اجتہاد کی قائل بلکہ اس پر عامل ہے اور اس کے قواعد و ضوابط بڑی تفصیل کے ساتھ مدون کیے جا چکے ہیں- جن کی مدد سے احکام و امور کے شرعی یا غیر شرعی ہونے کا حکم لگایا جا سکتا ہے- امت کے بہترین لوگوں نے اجتہاد کرتے ہوئے شرع کے تفصیلی احکام (فقہ) کا ایک بہت بڑا ذخیرہ تیار کر دیا ہے- جن پر امت کی اکثریت آج بھی کاربند ہے-

یہ مسلمانوں کے ہاں دو روایتی منابع علم کا ذکر تھا- ایک وحی اور دوسرے اجتہاد- صوفیاء نے ہمارے ہاں ایک تیسرے ذریعہ علم کو متعارف کروایا ہے اور وہ ہے مذہبی تجربہ- اس کی بھی آگے دو شاخیں ہو جاتی ہیں' ایک کے ڈانڈے عقل سے ملتے ہیں اور دوسرے کے وحی سے- اگر مذہبی

تجربے کی اساس تامل باطنی یعنی اپنی ذات کے داخل پر ارادی غور و فکر ہو تو اس کے نتیجے میں قلب یا وجدان سے حاصل ہونے والی معلومات ایک ذریعہ علم ہو سکتی ہیں- اسی طرح بغیر کسی شعوری کوشش کے اگر کسی کو غیب سے رہنمائی ملے تو اس کی صورت کشف والہام (۱۲) کی ہو گی- اب ہم مذہبی تجربے کے ذریعے حاصل ہونے والے اس علم کے صحیح اور قابل اعتماد ہونے یا اس کے برعکس اس کے مخدوش اور غیر ثقہ ہونے کے بارے میں کچھ عرض کریں گے-

علامہ اقبال اگرچہ فلسفی ہیں لیکن صوفیاء کے تتبع میں مذہبی تجربے کو اہم اور قابل اعتماد ذریعہ علم سمجھتے ہیں- وہ خطبات میں کہتے ہیں :

"قلب ایک طرح کا باطنی وجدان یا بصیرت ہے جو مولانا روم کی شاعرانہ زبان میں آفتاب کی شعاعوں سے زندگی حاصل کرتا ہے اور ہمیں حقیقت کے ان پہلوؤں سے آشنا کرتا ہے جو ہمارے حواس سے پرے ہیں- قرآن کی رو سے یہ ایسی چیز ہے جو دیکھتی ہے اور اس کی اطلاعات کی صحیح تعبیر کی جائے تو اس میں غلطی کا امکان بہت کم ہوتا ہے- اس کو باطنی' پراسرار اور فوق الفطری کہنے سے اس کی قدر و قیمت بحیثیت ایک ذریعہ علم کے کم نہیں ہو جاتی-" (۱۳)

مزید فرماتے ہیں کہ :

"بنی نوع انسان کا یہ سارا الہامی اور صوفی ادب اس بات کا قوی ثبوت ہے کہ مذہبی واردات کا سلسلہ تاریخ انسانی میں نہ صرف شروع سے موجود رہا بلکہ اس نے تاریخ پر کافی اثر بھی ڈالا ہے- اس لیے اسے محض فریب کہہ کر رد نہیں کیا جا سکتا- آخر اس کی کیا وجہ ہے کہ عام سطح کے انسانی تجربات کو تو حقیقی مان لیا جائے اور جب دوسرے ذرائع سے انسان کو علم حاصل ہو' انہیں باطنی اور جذباتی کا نام دے کر مسترد کر دیا جائے- واقعہ یہ ہے کہ جہاں تک انسان کے معروضی علم کا سوال ہے اس معاملے میں نہ مذہبی واردات کی وہی حیثیت ہے جو دوسرے ذرائع علم کی ہے جن سے انسان کو عام زندگی میں واسطہ پڑتا ہے نیز انسانی تجربات کی اس باطنی قلمرو کو تنقیدی نظر سے دیکھنا کوئی بے ادبی نہیں"- (۱۴)

ہماری رائے میں مذہبی تجربے کو' خواہ وہ ارادی غور و فکر اور تامل باطن کا نتیجہ ہو یا غیر ارادی کشف والہام' ایک ذریعہ علم تو سمجھا جا سکتا ہے لیکن اصل مسئلہ اس کو ماننے یا نہ ماننے یا اس کے وجود و عدم وجود کا نہیں بلکہ اس کے استناد کا ہے کیونکہ مذہبی تجربے کو قواعد و ضوابط کی کسی سان پر کسا نہیں جا سکتا کہ اس کے صحیح یا غلط ہونے کا فیصلہ کیا جا سکے- علم کے دوسرے دو ذرائع وحی و اجتہاد کے ساتھ اس کا موازنہ کر کے دیکھئے تو بات واضح ہو جائے گی-

جہاں تک وحی کا تعلق ہے وہ ہر لحاظ سے قابل اعتماد ہوتی ہے مثلاً :

وہ شیطان کی مداخلت سے محفوظ ہوتی ہے- قرآن حکیم میں ہے :

وحفظنها من كل شيطن رجيم الا من استرق السمع فاتبعه شهاب مبين- (۱۴)
(اور ہم نے اسے ہر شیطان راندہ درگاہ سے محفوظ کر دیا- ہاں اگر کوئی چوری سے سننا چاہے تو چمکتا ہوا انگارا اس کے پیچھے لپکتا ہے-)
''وحفظا من كل شيطن مارد لا يسمعون الى الملاء الاعلى ويقذفون من كل جانب'' (۱۵)
(اور ہر شیطان سرکش سے اس کی حفاظت کی کہ اوپر کی مجلس کی طرف کان نہ لگا سکیں اور ہر طرف سے (ان پر انگارے) پھینکے جاتے ہیں-)
وحی کا من جانب اللہ ہونا یقینی ہوتا ہے- قرآن حکیم میں ہے :
''ام يقولون افتراه بل هوالحق من ربك لتنذر قوما ما اتهم من نذير من قبلك لعلهم يهتدون'' (۱۶)
(کیا یہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ پیغمبر نے اس کو از خود بنالیا (نہیں) بلکہ وہ تمہارے پروردگار کی طرف سے برحق ہے تاکہ تم ان لوگوں کو ہدایت کرو جن کے پاس تم سے پہلے کوئی ہدایت کرنے والا نہیں آیا- شاید کہ وہ ہدایت پا جائیں۔)
''تنزيل الكتب من الله العزير الحكيم'' (۱۷)
(اس کتاب کا اتارا جانا خدائے غالب (اور) دانا (کی طرف) سے ہے-)
''الذين اتيناهم الكتب يعرفونه كما يعرفون ابناء هم الذين خسروا انفسهم فهم لا يومنون'' (۱۸)
(جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس کو اس طرح پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانا کرتے ہیں- جنہوں نے اپنے تئیں نقصان میں ڈال رکھا ہے وہی ایمان نہیں لاتے-)
(۳) وحی پیغمبر کے ذاتی خیالات، تصورات اور خواہشات سے پاک ہوتی ہے- اللہ تعالی فرماتے ہیں :
''قال الذين لا يرجون لقاء نا ائت بقران غير هذا او بدله- قل ما يكون لى ان ابدله من تلقاء نفسى ان اتبع الا مايوحى الى انى اخاف ان عصيت ربى عذاب يوم عظيم'' (۱۹)
(جن لوگوں کو ہم سے ملنے کی امید نہیں وہ کہتے ہیں کہ (یا تو) اس کے سوا کوئی اور قرآن (بنا) لاؤ یا اس کو بدل دو- کہہ دو کہ مجھ کو اختیار نہیں ہے کہ اپنی طرف سے بدل دوں- میں تو اس حکم کا تابع ہوں جو میری طرف آتا ہے- اگر میں اپنے پروردگار کی نافرمانی کروں تو مجھے بڑے (سخت)

دن کے عذاب سے خوف آتا ہے-)

ولو تقول علینا بعض الا قاویل لاخذنا منه بالیمین ثم لقطعنا منه الوتین- فما منکم من احد عنه حاجزین'' (۲۰)

(اگر یہ پیغمبر ہماری نسبت کوئی بات جھوٹ بنا لائے تو ہم ان کا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے پھر ان کی رگ گردن کاٹ ڈالتے پھر تم میں سے کوئی (ہمیں) اس سے روکنے والا نہ ہوتا-)

(۴) جس پیغمبر کے ذریعے وحی ہم تک پہنچی ہے سیرت و کردار کے لحاظ سے وہ بھی قابل اعتماد ہوتا ہے-اللہ تعالی فرماتے ہیں :

''وانک لعلی خلق عظیم''(۲۱)

(اور اخلاق تمہارے بہت (عالی ہیں-)

''لقد کان لکم فیهم اسوة حسنة لمن کان یرجو اللہ والیوم الاخر'' (۲۲)

(تم کو یعنی جو کوئی خدا (کے سامنے جانے) اور روز آخرت (کے آنے) کی امید رکھتا ہو اسے ان نیک لوگوں (حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے پیروکار) کی چال چلنی (ضرور) ہے-)

''لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوة حسنة لمن کان یرجو اللہ والیوم الاخر و ذکر اللہ کثیرا'' (۲۳)

(تمہارے لیے پیغمبر کی ذات میں بہترین نمونہ ہے-(یعنی) اس شخص کو جسے خدا (سے ملنے) اور روز قیامت (کے آنے) کی امید ہو اور وہ خدا کا کثرت سے ذکر کرتا ہو-)

اسی طرح عقل کے معاملے کو لیجئے- قرآن حکیم تعقل و تفکر اور تدبر پر ابھارتا ہے اور اپنی ذات پر غور و فکر کی دعوت دیتا ہے :

''کذلک یبین اللہ لکم الایات لعلکم تتفکرون'' (۲۴)

(اس طرح اللہ تمہارے لیے اپنے احکام کھول کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ تم سوچو-

''اولم یتفکروا فی انفسهم ما خلق اللہ السموت والارض وما بینهما الا بالحق واجل مسمی'' (۲۵)

(کیا انہوں نے اپنے جی میں غور نہیں کیا کہ اللہ نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے ان کو حکمت سے اور ایک وقت مقرر تک کے لیے پیدا کیا ہے-)

''ان فی خلق السموت والارض و اختلاف الیل و النهار لایت لاولی الالباب○الذین یذکرون اللہ قیاما و قعودا وعلی جنوبهم و یتفکرون فی خلق السموت والارض- ربنا ما خلقت هذا باطلا'' (۲۶)

(بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کے بدل بدل کر آنے جانے میں عقل والوں کے لیے نشانیاں ہیں جو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے (ہر حال میں) اللہ کو یاد کرتے ہیں اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے ہیں کہ اے پروردگار! تو نے اسے بے فائدہ نہیں پیدا کیا-)

نیز عام دنیوی امر میں عقل کی کسوٹی یہ ہے کہ وہ امر نافع ہو- جو نافع ہو وہ باقی رہتا ہے اور جو غیر نافع ہو وہ ختم ہو جاتا ہے- قرآن حکیم میں ہے :

فاما الزبد فيذهب جفاء واما ما ينفع الناس فيمكث فى الارض''- (۲۷)

(سو جھاگ تو سوکھ کر زائل ہو جاتا ہے اور جو لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے وہ زمین میں ٹھہرا رہتا ہے-

پھر جہاں تک اجتہاد شرعی کا تعلق ہے اس کے قواعد و ضوابط بھی نہایت شرح و بسط کے ساتھ مدون ہو چکے ہیں مثلاً مجتہد کی اہلیت پر سارے ماہرین فقہ و اصول فقہ کا تقریباً اتفاق ہے- اسی طرح استنباط کے اصول و قواعد بھی بڑی تفصیل کے ساتھ مدون ہو چکے ہیں اور صدیوں سے ان پر عمل کر کے انہیں آزمایا جا چکا ہے- (یہاں تک کہ امام شاطبی کہتے ہیں کہ اصول فقہ کا علم قطعی الدلالۃ ہے- (۲۸) اور ان میں بھی بنیادی باتوں میں ائمہ کے درمیان اتفاق رائے ہے- اس کے برعکس مذہبی تجربے کی خامی یہ ہے کہ اسے کسی قواعد و ضوابط میں نہیں کسا جا سکتا کہ اس کے نتائج پر اعتماد کا اظہار کیا جا سکے-

یہ تو ایک پہلو تھا- اس کے علاوہ مذہبی تجربے کے مخدوش ذریعہ علم ہونے کے دو سبب اور بھی ہیں ایک تو یہ کہ اس کے مصدر و منبع کے بارے میں کچھ یقین سے نہیں کہا جا سکتا یعنی ممکن ہے کہ مذہبی تجربے کی بناء پر جو کچھ کہا جا رہا ہے وہ اللہ کی بجائے شیطان کی طرف سے ہو مثلاً اگر کسی پر الہام ہو کہ تم پر شریعت کی پابندی لازم نہیں رہی- (۲۹) یا یہ کہ تم پیغمبر ہو (۳۰) تو ظاہر ہے کہ یہ الہام اللہ کی طرف سے تو ہو نہیں سکتا شیطان ہی کی طرف سے ہو سکتا ہے- ایسے معاملات میں شیطان کی وسوسہ اندازی بھی امر مسلم ہے- قرآن حکیم میں ہے :

لعنه الله وقال لاتخذن من عبادك نصيبا مفروضا ولاضلنهم ولا منينهم'' (۳۱)

(شیطان) پر اللہ نے لعنت کی (جو اللہ سے) کہنے لگا میں تیرے بندوں سے ایک مقرر حصہ لے کر رہوں گا اور ان کو گمراہ کرتا اور امیدیں دلاتا رہوں گا-)

''قال فبما اغويتنى لاقعدن لهم صراطك المستقيم ثم لاتينهم من بين ايديهم ومن خلفهم وعن ايمانهم وعن شمائلهم'' (۳۲)

(شیطان) نے کہا کہ مجھے تو تو نے ملعون کیا ہے، میں بھی تیرے سیدھے رستے پر ان (کو گمراہ کرنے) کے لیے بیٹھوں گا۔ پھر ان کے آگے سے اور پیچھے سے اور دائیں اور بائیں سے (غرض ہر طرف سے) آؤں گا (اور ان کی راہ ماروں گا)۔

''الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنة والناس'' (۳۳)

(شیطان) جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے (خواہ) وہ جنات سے ہو یا انسانوں میں سے۔

اور خود صوفی بھی اسے تسلیم کرتے ہیں مثلاً شیخ احمد سرہندی مکتوبات میں لکھتے ہیں کہ طالبان صادق کے کشف و شہود میں القائے شیطانی کا عمل دخل عین ممکن ہے کیونکہ ضروری نہیں کہ انبیاء کی طرح وحی ان کو بروقت آگاہ کر کے غلطی سے بچائے۔ (۳۴)

علاوہ ازیں یہ کہ صوفی کو خود اپنا نفس بھی دھوکہ دے سکتا ہے اور اس کی حب جاہ و مال کی دلی ہوئی خواہشیں اور حسرتیں اور دوسرے بہت سے داخلی اور خارجی عوامل ایسے ہو سکتے ہیں جو اسے دھوکہ دے دیں اور وہ ان کا شعوری ادراک نہ کر سکے۔ معاصرین میں سے نو مسلم فرانسیسی مفکر عبدالواحد یحییٰ نے یہی بات اس طرح کہی ہے کہ مہدی وغیرہ کے بارے میں جو احادیث پائی جاتی ہیں ان میں کچھ نہ کچھ تو حقیقت ضرور ہے لیکن بعض صوفیاء نے وفور شوق و جوش میں اپنے کشف والہام سے دھوکہ کھا کر ان کا اطلاق اپنی ذات پر کرنے کی کوشش کی ہے۔ (۳۵)

دوسری بات یہ کہ اگر مذہبی تجربہ کا مصدر و منبع صحیح بھی ہو تو بھی اس سے حاصل ہونے والے علم کے بارے میں یقینی رائے قائم نہیں کی جا سکتی کیونکہ اس طرح وصول ہونے والا پیغام وحی الٰہی کی طرح واضح نہیں ہوتا بلکہ اس کی تعبیر میں غلطی واقع ہو جاتی ہے۔ یہ کشف کی نہیں تعبیر کی تقصیر ہے لہٰذا ضروری ہے کہ تعبیر میں دقت نظر سے کام لیا جائے۔ (۳۶) تعبیر کی اس غلطی کے امکان کا ذکر اقبال نے بھی کیا ہے۔ (۳۷)

ان دو نکات کا خلاصہ یہ ہے کہ مذہبی تجربے سے حاصل ہونے والا علم اپنے ماخذ کے لحاظ سے بھی مخدوش ہو سکتا ہے اور مواد کے لحاظ سے بھی ممکن ہے کہ صاحب کشف والہام شیطان کے پنجے میں آ گیا ہو اور عمداً دنیوی جاہ و مال کی خاطر لوگوں کو دھوکہ دے کر جھوٹے الہامات گھڑ رہا ہو اور ان کشوفات سے سادہ لوح عوام کو مسحور کر رہا ہو جو اس نے کبھی نہیں دیکھے یا یہ کہ اس کا نفس اسے دھوکہ دے رہا ہو اور اسی طرح یہ بھی ممکن ہے کہ اس کی نیت تو صحیح ہو اور اسے سچ مچ الہام تو ہوتا ہو لیکن وہ اس کی تعبیر میں غلطی کر جائے۔

اس بحث سے یہ ظاہر ہو گیا کہ مذہبی تجربے کو ایک علم تو کہا جا سکتا ہے لیکن وحی کی طرح نہ اس کا ماخذ واضح طور پر معلوم اور قابل اعتماد ہے، نہ اجتہاد کی طرح اس کے قواعد و ضوابط کا تعین کیا جا سکتا ہے لہٰذا اس کے قابل قبول ہونے کی بنیادی شرط یہ ہے کہ یہ قرآن و سنت اور ادلہ شرعیہ کے

مطابق ہو کیونکہ وحی ہی ہمارے لیے علم کی حتمی بنیاد ہے اور وحی ہر چیز پر مہیمن ہے- یہ ایک ایسی کسوٹی ہے جو ہمیشہ کے لیے قابل عمل اور ہمیشہ کھرے کو کھوٹے سے الگ کر دیتی ہے نیز جب اجتہاد جیسی بنیادی چیز کے لیے قرآن و سنت سے موافقت شرط ہے حالانکہ اس کی شرعی اساس بھی موجود ہے تو کشف والہام کو کیسے اس شرط سے مستثنیٰ کر کے ایک مستقل ذریعہ علم گردانا جا سکتا ہے جو محض ایک ذوقی چیز ہے-

آخر میں اس ذریعہ علم کی افادیت کا تعین کرنے کے لیے مناسب محسوس ہوتا ہے کہ علم کے دوسرے دو ذرائع کے ساتھ اس کے تقابلی مطالعے کا ایک خلاصہ پیش کر دیا جائے-(۴۸)

وحی

۱-وحی صرف انبیاء سے مخصوص ہے-
۲-وحی کا من جانب اللہ ہونا یقینی ہوتا ہے-
۳-یہ شیطان کی مداخلت سے محفوظ ہوتی ہے-
۴-یہ پیغمبر کے ذاتی خیالات 'تصورات اور خواہشات سے پاک ہوتی ہے-
۵-پیغمبر اس کی تفہیم میں غلطی نہیں کر سکتا کیونکہ اس کی تبیین و تصویب اللہ کے ذمے ہوتی ہے-
۶-وحی مستقل ذریعہ ہدایت ہے-
۷-پیغمبر دنیا کو اس کی طرف دعوت دینے کا مکلف ہوتا ہے-
۸-وحی کو حجت و سند ہونے کی وجہ سے تقدس حاصل ہے اور اس پر تنقید نقیض ایمان ہے-
۹-حامل وحی بایں معنی معصوم ہوتا ہے کہ وحی جلی کی تصویب اسے میسر ہوتی ہے-

کشف والہام

۱-کشف والہام غیر انبیاء کو ہوتا ہے-
۲-مذہبی تجربے کا مصدر یقینی طور پر معلوم نہیں ہوتا-
۳-اس کے شیطانی مداخلت سے محفوظ ہونے کی ضمانت نہیں ہوتی-
۴-ملہم کے ذاتی خیالات و تصورات بھی اثر انداز ہو سکتے ہیں-
۵-الہام کی تعبیر میں غلطی کا امکان موجود ہوتا ہے-
۶-کشف والہام کوئی مستقل ذریعہ ہدایت نہیں-
۷-ملہم لوگوں کو اپنے کشف والہام کی طرف دعوت دینے کا مکلف نہیں ہوتا-

۸-مذہبی تجربے کو کوئی تقدس حاصل نہیں ہوتا اور شرعی اساس پر اسے رد کیا جاسکتا ہے-
۹-پیغمبر کے علاوہ ہر شخص خطاء کا پتلا ہوتا ہے اور وہ وحی کی حصانت سے محروم ہوتا ہے-

اجتہاد

۱-اجتہاد کے قواعد و ضوابط منضبط ہیں-
۲-اجتہاد ایک شرعی فریضہ ہے اور مجتہد مستحق ثواب ہے خواہ وہ غلطی ہی کرے-
۳-ترک اجتہاد دین و امت کے لیے باعث مضرت ہے-
۴-اجتہاد اگر اجماع کی صورت اختیار کر لے تو اکثر فقہاء کے نزدیک وہ حجت ہے اور اس پر عمل ضروری-
۵-اجتہاد اگر ریاستی سطح پر اپنالیا جائے تو وہ ملکی قانون بن جاتا ہے-
۶-اجتہاد اگر نصوص کے مطابق نہ ہو تو وہ قابل رد ہے-
۷-اجتہاد کے نتیجے میں مجتہد جس نتیجے پر پہنچے وہ خود اس پر عمل کا مکلف ہوتا ہے اور لوگوں میں سے بھی وہ جو اس کے اجتہاد کو شریعت کے مطابق سمجھے-

کشف و الہام

۱-مذہبی تجربے کے قواعد و ضوابط کا تعین نہیں کیا جاسکتا-
۲-کشف و الہام ایک وقتی اور ذاتی روحانی تجربہ ہے نہ کہ شرعی فریضہ-نہ یہ ملہم کے لیے باعث ثواب ہے-
۳-مذہبی تجربے کے ترک سے دین یا امت کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا-
۴-کشف و الہام کبھی بھی اجماعی صورت اختیار نہیں کرتا-
۵-کشف و الہام کی اپنی کوئی تشریعی حیثیت نہیں ہوتی-
۶-الہام بھی قرآن و سنت اور ادلہ شرعیہ کی موافقت کے ساتھ مشروط ہے-
۷-ملہم کو اپنے الہام پر صرف اس وقت عمل کرنا چاہیے جب وہ اسے شریعت کے مطابق پائے-یہی حکم دوسرے لوگوں کے لیے ہوگا-

مندرجہ بالا تقابلی مطالعے سے ظاہر ہے کہ مذہبی تجربے اور کشف و الہام کو ایک ذریعہ علم تو کہا جاسکتا ہے لیکن چونکہ نہ تو اس کے لیے قواعد و ضوابط وضع کیے جاسکتے ہیں اور نہ اس کے ماخذ و مواد کے بارے میں کوئی حتمی بات کہی جاسکتی ہے-لہذا اس کا استناد اور اس کی افادیت دونوں مخدوش اور محدود ہیں اور اسے صرف اس شرط پر قبول کیا جاسکتا ہے کہ وہ قرآن و سنت اور ادلہ شرعیہ کے مطابق ہو-

حواشی ومراجع

۱-بقرہ ۲ :۳۱-۳۳ العلق ۹۶ : ۵-۳

۲-الزاریات ۵۱ :۵۹

۳-بقرہ ۲ : ۳۰' انعام ۶ : ۱۶۵

۴-الحج ۲۲ : ۶۵ بنی اسرائیل ۱۷ : ۷۰' النمل ۱۲ : ۱۸

۵-الدہر ۷۶ : ۳' النمل ۲۷ : ۴۰

۶-الشمس ۹۱ : ۸' البلد ۹۰ : ۱۰

۷-اعراف ۷ : ۱۷۲

۸-النساء ۴ : ۱۶۴ القصص ۲۸ : ۵۹

۹-احزاب ۳۳ : ۴۰

۱۰-الحجر ۱۵ : ۹

۱۱- جیسے حضرت عمرو بن عاصؓ کو اپنی موجودگی میں فصل نزاعات کا حکم (مسند احمد' جزء ۴' صفحہ ۲۰۵' المکتب الاسلامی بیروت الطبعہ الثانیہ' ۱۳۹۸ھ) اور یمن بھجواتے ہوئے حضرت معاذ بن جبلؓ سے استفسار اور اجتہاد کرنے کی ان کی رائے کی ستائش (مسند احمد جزء ۵' صفحہ ۲۴۲' طبع سابق)

۱۲- گو فنی طور پر کشف والہام میں فرق ہے کہ الہام میں القاء اور کشف میں مشاہدے کا پہلو غالب ہوتا ہے لیکن قریب المعنی ہونے کی وجہ سے ہم نے انہیں مترادف کے طور پر استعمال کیا ہے- تفصیل کے لیے دیکھئے اردو دائرہ معارف' پنجاب یونیورسٹی' جزء ۳' صفحہ ۲۰۸' ومابعد اور جزء ۱۷' صفحہ ۲۷۹ ومابعد-

۱۳-- Allama Muhammad Iqbal, Reconstruction Of Religious Thought In Islam, ed. By M. Saeed Shaikh, Iqbal Academy/ Institute Of Islamic Culture, Lahore, 1987

۱۴-الصافات ۳۷ : ۱۰

۱۵-الحجر ۱۵ : ۱۸

۱۶- جاثیہ ۴۵ : ۲

۱۷- سجدہ ۳۲ : ۲

۱۸-بقرہ ۲ : ۱۴۶

۱۹- یونس ۱۰ : ۱۵
۲۰- الحاقہ ۹۶ : ۴۳-۴۷
۲۱- القلم ۶۸ : ۴
۲۲- الممتحنہ ۶۰ : ۶
۲۳- احزاب ۳۳ : ۲۱
۲۴- بقرہ ۲ : ۲۱۹
۲۵- روم ۳۰ : ۸
۲۶- العمران ۳ : ۱۹۱
۲۷- الرعد ۱۳ : ۱۷
۲۸- شاطبی' الموافقات' مکتبہ التجاریہ مصر' جزء اصفحہ ۲۹-
۲۹- شاہ ولی اللہ' فیوض الحرمین' مترجم پروفیسر سرور جامعی' سندھ ساگر اکادمی لاہور' صفحہ - ۱۰۶ حیرت کی بات یہ ہے کہ شاہ صاحب اس طرح کے الہام کو تسلیم کرتے اور اس کی تاویل کرتے ہیں-
۳۰- مثلاً مرزا غلام احمد قادیانی کے الہامات-
۳۱- النساء ۴ : ۱۱۸-۱۱۹
۳۲- اعراف ۷ : ۱۷
۳۳- الناس ۱۱۴ : ۵-۶
۳۴- مکتوبات مجدد الف ثانی' دفتر اول' صفحہ ۲۱۴' طبع ملک فضل الدین چنن دین' لاہور-
۳۵- Abdul Wahid Yahya. The Reign Of Quantity And The Signs Of The Times, Suhail Academy, Lahore, P- 306
۳۶- ملفوظات شاہ غلام علی مجددی' بعنوان دار المعارف حوالہ مضمون ''علامہ اقبال اور خطائے الہام'' از پروفیسر محمد منور مرزا صاحب' نوائے وقت' لاہور' ۹ نومبر ۱۹۹۲ء
۳۷- Iqbal, Reconstruction, P- 13
۳۸- وحی والہام کے تقابل کے لئے دیکھئے مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی' تجدید واحیائے دین' اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ لاہور' ۱۹۶۳ء صفحہ ۳۰ او مابعد-